سلسلہ مواعظ دعوتِ دینِ حق (۶)

صدائے عشقِ مولیٰ

شیخ الحدیث عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ اجل
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

ارشاد

شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین صاحب دامت برکاتہم

تمام دینی مدارس میں ملفوظاتِ اکابر سنائے جانے چاہئیں

ارشاد فرمایا کہ میرے دوستو! یہ ضروری ہے کہ تمام مدارسِ دینیہ میں یہ نظام ہو کہ ہمارے اکابرِ دین کے ملفوظات و مواعظ پڑھے جائیں۔ مجلس ہو اساتذہ کی جس میں اس کو پڑھیں اور سب کو سنائیں اور طلبہ کو بھی ملفوظات میں سے پڑھ کر سنائیں تو ان شاء اللہ! اس کے ذریعہ سے زبردست نفع ہوگا، ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گھروں پر بھی اس کو پڑھیں، اپنے اپنے گھروں میں اپنے اکابرِ دین کے ملفوظات و مواعظ میں سے ایک دو ملفوظ پڑھ کر سنایا جائے، جیسے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا، تو اپنے اکابرِ دین کے حوالے سے کوئی بات سنادیں گے تو اس کا نور ان کے قلوب تک پہنچ جائے گا۔ پھر وہی نور اندر ہی اندر کام بناتا رہے گا، اس طرح سے دینی زندگی پیدا ہو جائے گی میرے دوستو! جہاں دینی مجلس ہو، محفل ہو، جلسے ہوں ایسے موقع پر بھی اپنے بزرگوں کے ملفوظات و مواعظ میں سے کچھ نہ کچھ ضرور سنادیا کریں، اس سے ان شاء اللہ! نفع عظیم کی توقع ہے، زبردست نفع ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق عطا فرمائے۔

۲۵ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۳ اگست ۲۰۲۳ء

بروز اتوار بعد عشاء

بمقام یادگار خانقاہ حکیم الامتؒ،

بیساکھی ہاؤسنگ، ڈھاکا نگر، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

سلسلہ مواعظ دعوتِ دینِ حق ۶

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: صدائے عشقِ مولیٰ

نامِ واعظ: شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم، ڈھاکہ

تاریخِ وعظ: ۲۵ ؍محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۳ ؍اگست ۲۰۲۳ء اتوار بعد عشاء

مقام: یادگار خانقاہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ، بیساکھی ہاؤسنگ، ڈھالکا نگر، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

موضوع: ہمارا مقصدِ حیات رضائے الٰہی ہے، امتثالِ اوامر اور اجتناب عن المعاصی، اہل اللہ کا غمِ حسرت، بقائے کائنات ذکر اللہ سے ہے

مرتب: یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

اشاعتِ اول: رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق جنوری ۲۰۲۴ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات　　　　صفحہ نمبر

اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہماری زندگی کا مقصد ہے............ ۶
اللہ تعالیٰ کا غم ایسا غم ہے کہ سینکڑوں خوشیاں اس پر قربان ہیں............ ۷
سلوک وتصوف کا حاصل کیا ہے؟............ ۹
کام نہ کرکے انعام پانے کا عجیب نسخہ............ ۱۰
بیانات ومجالس میں اکابر کا نام لینے کا مزہ............ ۱۱
اہل اللہ سے دور رہ کر دین کا فہم آ ہی نہیں سکتا............ ۱۲
اس بات کا دھیان رکھنا کہ تمہاری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے............ ۱۴
ہمارے اکابر ہمیشہ اپنے بڑوں کے سامنے مٹ کر رہتے تھے............ ۱۶
حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے لئے ایک زبردست تعبیر............ ۱۷
حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی کا سبق آموز واقعہ............ ۱۸
آسمان وزمین کی بقا اہل اللہ کی برکت سے ہے............ ۲۰
عارفینِ کاملین کے قلوب میں حق تعالیٰ کی جلوہ افروزی............ ۲۲
اہلِ مدارس کے لئے کرنے کے تین کام............ ۲۴
راہِ حق میں مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں............ ۲۶
نیک لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی برکت............ ۲۸
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مزاج اور ان کے دلوں میں ایمان کا عالم............ ۲۹
حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا فیضِ بے کراں............ ۲۹
حصولِ جنت کے لئے دو چیزوں کی ضرورت............ ۳۰
ہر کام میں حق تعالیٰ کی خوشی کو ملحوظ رکھو............ ۳۱
تمام دینی مدارس میں ملفوظاتِ اکابر سنائے جانے چاہئیں............ ۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدائے عشقِ مولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ○

(سورۃ الکہف: آیات ۱۰۷،۱۰۸)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب ثواب التسبیح والتحمید؛ ص ۲۰۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(مسند البزار: (مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ)؛ جزء ۱۷ ص ۵۲، رقم ۹۵۶۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(سنن النسائی: (ایچ ایم سعید کمپنی)؛ باب ذکر شعب الایمان؛ ج ۲ ص ۲۳۱)

اللہ پاک جل جلالہٗ وعم نوالہٗ ہم سب کو معاف فرما دیں، اپنی محبت اور معرفت اور اطاعت کی دولت ہمیں عطا فرما دیں، ہم سب کو اپنا بنا لیں، اپنے مقربین میں شامل فرما لیں، اولیائے صدیقین میں شامل فرما لیں، توفیقِ طاعت عطا فرمائیں اور گناہوں سے بچنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائیں اور اپنے نفس پر ہمیشہ پوری پوری نگرانی رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اکابرِ دین کی محبت، عظمت، ادب و اتباع ہمیں نصیب فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہماری زندگی کا مقصد ہے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور اللہ کو پا جانا، اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ زندگی کا اصل مقصد یہی ہے کہ بندہ ہر وقت یہ فکر رکھے اور کوشش جاری رکھے کہ میرا مالک میرا ہو جائے، مالک تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے، خوش ہو جائے ۔

جو تُو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تُو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے تو ہماری پوری کامیابی ہے، دونوں جہان کی کامیابی ہے اور تمام نعمتیں اور خوشیاں پھر ہمیں حاصل ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے تو سب ختم ہو گیا، سب برباد، دنیا بھی برباد آخرت بھی برباد۔ اللہ تعالیٰ جس پر ناراض ہو جاتے ہیں تو پریشانیاں اس کو گھیر لیتی ہیں، مصائب اس کو گھیر لیتے ہیں، کہیں اس کا ٹھکانہ نہیں ہوتا، کہیں بھی سکون نہیں ہوتا۔ سکون اور اطمینان اور خوشیاں تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل ہو جائے تو ہر وقت خوشی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کی خوشی کو ہم کچل دیں، اپنے نفس کے ناجائز تقاضے کو کچل دیں، دبا دیں، اس پر عمل نہ کریں۔

دل کے اندر مختلف بُرے خیالات پیدا تو ہوتے ہیں، لیکن ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ بُرے خیال کا آنا بُرا نہیں ہے، لانا بُرا ہے۔ دل کے اندر بُرے خیالات آتے رہیں گے، وساوس آتے رہیں گے، یہی بندے کی بندگی کا امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا امتحان ہے کہ موانع آتے ہیں، غلط چیزیں دل کے اندر آتی ہیں تو آپ ان غلط چیزوں کے ساتھ بہہ جاتے ہو یا اللہ کی محبت میں فدا ہو جاتے ہو؟ اسی بات کو اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں، اسی لئے ہمارے حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

خیالات پر نہیں فدا ہونا، محبوبِ پاک کی مرضیات پر فدا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشیوں پر فدا ہونا ہے ؎

جو اُن کی خوشی ہے وہ میری بھی خوشی ہے
جا دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

اللہ تعالیٰ کی خوشی پر جینا اور مرنا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر جینا اور مرنا، اللہ تعالیٰ کے اشارے پر جینا اور مرنا، ایسی زندگی اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے۔

اللہ تعالیٰ کا غم ایسا غم ہے کہ سینکڑوں خوشیاں اس پر قربان ہیں

میرے شیخ عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُرغم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اللہ تعالیٰ کا غم ایسا پیارا ہے، یہ غم جس کو عطا ہوتا ہے تو بظاہر اگر اس کو کوئی پریشانی ہے، حوادث ہیں، مصائب ہیں، لیکن اس کے دل میں سکون ہوتا ہے، اطمینان ہوتا ہے۔ یہ رضائے محبوبِ پاک کا فیض ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا فیض ہوتا ہے۔ لاکھوں سامانِ دنیا پاس ہوں، سلطنت و کرسیاں اور تخت و تاج ہوں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو تو ایسے بندے کو نہ سکون ہے نہ آرام، نہ اطمینان، نہ کسی قسم کی عافیت، نہ کسی بھی قسم کا کوئی ٹھکانہ، ہر وقت اس کا دل غمزدہ رہتا ہے، ہر وقت پریشانی رہتی ہے، اور اللہ کو خوش کر کے آدمی اگر مصائب سے بھی گھرا ہوا ہو تو اس وقت بھی اس کے قلب کے اندر سکون ہوتا ہے۔ آہ! اللہ تعالیٰ ہمیں اطمینانِ قلب عطا فرمادے، سکونِ قلب عطا فرمادے، اس طرح کہ مالک تعالیٰ ہم پر خوش ہو جائے، راضی ہو جائے، سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ!

ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

اللہ کی خوشی مدنظر ہو اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہر تکلیف برداشت کرنے کی بھی پوری ہمت ہو بلکہ اس تکلیف میں لطف آجائے، اس میں مستی پیدا ہو جائے۔ میرے شیخ عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جاکے اُن کو پائے ہیں

دل کو کس طرح سے سجانا ہے محبوب پاک کے لئے، اس شعر میں اس کا درس ہے۔ یہ کیسا پیارا درسِ محبت ہے کہ خونِ حسرت سے اللہ ملتا ہے، خونِ تمنّا سے اللہ ملتا ہے، لٰہذا آرزوؤں کو پورا نہیں کرنا ہے بلکہ آرزوؤں کا خون کرکے اپنے محبوبِ پاک کو خوش کرنا ہے۔ آرزوؤں کے خون سے اپنے محبوبِ پاک کو خوش کرنا ہے ؎

ہر تمنّا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

کیا پیاری پیاری باتیں ہیں۔ تو میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جاکے اُن کو پائے ہیں
ان حسینوں سے دل بچانے میں
ہم نے غم بھی بڑے اُٹھائے ہیں

بہت غم اُٹھانا پڑتا ہے اپنے محبوبِ پاک کو راضی کرنے کے لئے۔

میرے دوستو! جو عباداتِ مُثبتہ ہیں ان کو کرلینا اتنا مشکل نہیں ہے جس قدر کہ گناہوں سے بچنا مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ جس کو ان کے راستے میں جتنی مشقت ہوتی ہے اتنا ہی اونچا ان کا رُتبہ ہوتا ہے، اُتنا ہی اعلیٰ ان کو قرب عطا ہوتا ہے اور اتنی ہی اونچی ولایت ان کو عطا ہوتی ہے۔ مشاہدہ بقدرِ مجاہدہ۔ اس لئے تمام اولیاء اللہ کا یہ شیوۂ حیات رہا ہے کہ اللہ کی محبت میں زخم پر زخم اُٹھاتے تھے اور اسی میں وہ مست

ہوجاتے تھے، اسی میں ان کو لطف آتا تھا، بلکہ لطفِ جنت ان کو دنیا ہی میں مل جاتا تھا۔ اللہ کی محبت میں زخم کھانا، تیر کھانا اس میں جو لطف ہے، لذت ہے، وہ جنتی لذت ہے، دنیا ہی میں اس کو جنت محسوس ہوتی ہے ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ تمام اولیائے اُمت نے جو سبق سکھایا ہے، جس راستے پر وہ واصل باللہ ہوئے ہیں، اللہ کو پا گئے ہیں، وہ کیا ہے؟ اس کے نچوڑ کو حضرت حکیم الامتؒ نے بیان فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ نفس کی جو بُری خواہشات ہیں ان کو کچل دینا، ان پر عمل نہ کرنا۔ یہ نہیں کہ بُرا خیال بالکل نہیں آئے گا، خیال تو آئے گا لیکن اس پر عمل نہ کرنا، اس کی طرف توجہ نہ دینا۔ اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حکم فرمادیں، جو عبادت بتادیں، جو لازم ہے، فرض ہے، بس اس کو پورا کرنا، اس پر عمل کرنا، اتنا کام ہے۔ فرمایا کہ صرف اتنا ہی کام اگر کرے گا آدمی تو ولی اللہ بن جائے گا۔

سلوک وتصوف کا حاصل کیا ہے؟

وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا وہ یہ ہے کہ جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کرکے اس گناہ سے بچے۔ تقاضے کا مقابلہ کرنا دن ورات کا کام ہے۔ غیبت کا تقاضا ہے تو اس کا مقابلہ کرے، غیبت نہ کرے، اور بدنگاہی کا تقاضا دل میں ہورہا ہے، اس کی خواہش ہورہی ہے تو بدنگاہی نہ کرے، اگر کسی کو گالیاں بکنے کو جی چاہے تو گالیاں نہ بکے، کسی پر ناجائز غصہ آرہا ہے تو غصہ نہ کرے، یعنی غصہ تو آئے اُس غصے کے تقاضے پر عمل نہ کرے، جیسے کہ گالی دینا، اس پر ظلم کرنا، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

یہ حضرت حکیم الامتؒ نے ایسا ایک نسخہ بتلایا ہے خدا کی قسم! پوری زندگی کی کامیابی کے لئے یہی ایک نسخہ کافی ہے۔ حضرت نے تصوف کو اتنا آسان فرمایا کہ تصوف کی پرانی کتابوں کو پڑھیں گے تو ایسی چیزیں ہیں ایسے مضامین ہیں کہ وہاں سے اصل چیز کو

حاصل کرنا کافی مشکل بات ہے،لیکن حضرت حکیم الامتؒ نے تصوف کو بالکل آسان فرمادیا کہ بُرا خیال آئے اس پر عمل نہ کرو،اس پر دھیان نہ دو،بس تم کامیاب ہوگئے۔ اورنوافل کی اگرتوفیق ہوگئی تو اچھی بات ہے،اگرتوفیقِ نوافل نہ ہوصرف اتنا ہوکہ فرائض و واجبات پرآپ کاعمل ہے،اتنا کافی ہے وصول الی اللہ کے لئے،حصولِ ولایت کے لئے۔ کیامختصرالفاظ میں اتناعظیم الشان نسخہ بتادیا۔

وہ ذراسی بات جوحاصل ہےتصوف کا یہ ہے کہ جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو، تقاضے کامقابلہ کرکے اس گناہ سے بچے اورجس طاعت میں سستی محسوس ہو،سستی کا مقابلہ کرکے اس طاعت کوکرے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سستی کا علاج ہے چستی، چست ہوجانا۔سستی آئے تو چستی دِکھادو اپنے مالک تعالیٰ کو۔ اگرچہ دل نہ چاہے پھربھی اس کام کوکرلو،مثلاً کہ نماز کا وقت ہوگیا،اب نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا، پھربھی اس نے وضوکیا اورنماز پڑھ لی،خدا کی قسم! نوراس کے قلب میں آجائے گااورقرب اس کوضرورحاصل ہوجائے گا،اللہ تعالیٰ ضروراس پرخوش ہوجائیں گے۔

کام نہ کرکے انعام پانے کا عجیب نسخہ

نفس کی بُری خواہش کوکچل دینے پر اللہ تعالیٰ کی بہت زبردست خوشی حاصل ہوتی ہے۔یہی کام کرتے ہیں تمام اہل اللہ۔

مشغلہ اہلِ دل کا اے اخترؔ
باغِ ایماں کی باغبانی ہے

میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیا عجیب شان تھی، حضرت والا نے تصوف کوایسا سمجھا،اکابِرِدین کی تعلیمات کوایسا سمجھا کہ آسانی کے ساتھ وہ اللہ والا بنانے کے سارے نسخے بتادیتے تھے۔مثلاً میرے شیخ فرماتے تھے کہ کام کرنا مشکل ہے،کام نہ کرنا کون سا مشکل ہے،وہ تو آسان ہے بھئی۔ یہ کام کرو،وہ کام کرو،دن میں کام کرو،رات میں کام کرو،صبح کام کرو،شام کام کرو،کام ہی کام،کام ہی کام کرو۔کبھی

تلاوت کررہا ہے،کبھی ذکر کررہا ہے،مشاغل ہی مشاغل ہیں۔اب ایک آدمی دوسرا ہے کہ اتنے مشاغل تواس کے نہیں ہیں،مُثبَت کام کا اتنا مشغلہ اس کا نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ وہ بہت سے کام نہیں کرتا،وہ کیا ہیں؟ وہ غیبت نہیں کرتا،جھوٹ نہیں بولتا،بدنگاہی نہیں کرتا،حسد نہیں کرتا اور بڑائی نہیں دِکھلاتا،ریاکاری نہیں کرتا،تو یہ ہے کام نہ کرنا،فرمایا کہ کام نہ کرو سب سے اعلیٰ انعام حاصل کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے راستے کو آسان فرمایا ہے،غیروں سے نظر ہٹاؤ اور اللہ کی ذات پر نظر رکھو،بس اتنا کام ہے۔جب وہ اللہ کا ہوگیا تو غیروں پر اس کی نظر کیوں جائے؟ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ؎

لا الٰہ ہے مقدم کلمۂ توحید میں
غیرِحق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے

سبحان اللہ! کتنا پیارا اور کتنا مؤثر نسخہ ہے کہ غیر اللہ کو ختم کردو تو اللہ مل جائے گا۔واہ واہ واہ! اس عارفِ کامل کی باتیں بہت ہی عجیب وغریب تھیں۔سبحان اللہ وبحمدہ!

لا الٰہ ہے مقدم کلمۂ توحید میں! کیا مطلب کہ دیکھو! سب سے پہلے یہ کہ غیر اللہ کو ختم کردو،غیر اللہ سے تعلق نہ ہو،غیر اللہ کو دل سے نکالو۔عارفِ ہند خواجہ عزیزالحسن مجذوب خلیفۂ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

بیانات ومجالس میں اکابر کا نام لینے کا مزہ

یہ جو ہم نام لیتے ہیں اپنے بزرگوں کا الحمدللہ! اس نیت سے لیتے ہیں کہ ان عارفین کے نام لینے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے،اور قلب کے اندر نور عطا ہوجائے گا ان کے نام کی برکت سے،اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوبین کا نام لو،ان کا تذکرہ کروتاکہ تم پر میرا فضل ہوجائے۔یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ ان کے محبوبین کا

نام لیا جائے، حدیث کی تمام بڑی بڑی کتابوں کے اندر جو سند ہے اس میں تمام اللہ تعالیٰ کے محبوبین کا نام ہے یعنی دین پر جنہوں نے جان فدا کردی، ان علمائے دین کے نام ہیں اس کے اندر، تمام راویوں کے نام ہیں۔ راویوں کا کیا مطلب ہے؟ اس شخص نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام ہمیں پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات ہمیں پہنچا دی، کیا فرمایا ہمارے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بزرگ نے وہ پیغامِ محبوبِ پاک ہم تک پہنچا دیا ہے۔ راوی کے یہ معنی ہیں میرے دوستو!

اس لئے سند جو ہے احادیث کی وہ بہت ہی پُرنور ہے، حدیث کی کتابوں میں سے اگر اسانید کو ختم کر دیا جائے، سند کا سلسلہ ختم کر دیا جائے پھر حدیث کی ہر کتاب مختصر بن جائے گی، چھوٹی بن جائے گی، اتنی ضخیم نہ رہے گی، بات سمجھ میں آئی! لیکن ہر حدیث کے ساتھ طویل سند کا یعنی راویوں کے اسماء کا ذکر ہوتا ہے اس میں نور ہے، اس میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ بالکل ہی ایسا فرما سکتے تھے کہ اپنی پسند کی باتوں کو براہ راست بتا دیتے، اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا، اپنے عشاق کا ذکر کیا کہ دیکھو! انہوں نے مجھ سے اس طرح محبت کی، اس طرح جان فدا کی، تو عشاق کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں خود فرمایا ہے، چاہے انبیاء ہوں کہ اولیاء ہوں، ان کا بھی نام لیا، معلوم ہوا کہ اپنے محبوبین کا نام لینا ان کو پسند ہے، بلکہ خدا کی قسم! ان کے محبوبین کی ملاقات بھی ان کو پیاری ہے، ان کی زیارت بھی ان کو پیاری ہے، ان کے ساتھ بیٹھنا بھی ان کو محبوب ہے، محبوبین کے ساتھ تعلق بھی ان کو محبوب ہے میرے دوستو!

اہل اللہ سے دور رہ کر دین کا فہم آ ہی نہیں سکتا

یہ عجیب بات ہے اور یہ رازِ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ہے کہ جو ہمارے ہیں ان کا راستہ اختیار کرو، ان کا جو طورِ زندگی ہے اس کو اختیار کرو اور ان کی صحبت و معیت و رفاقت کو اختیار کرو۔ وہ میرے محبوب ہیں تو ان کا طرزِ حیات بھی مجھے محبوب ہے۔ اب دیکھو! طرز کو علمائے اردو نے مذکر بھی لکھا ہے مؤنث بھی لکھا ہے، اب اس پر کیا کرو گے؟ یعنی دو

مذہب ہیں اس میں، کسی نے اس کو مذکر قرار دیا، کسی نے اس کو مؤنث قرار دیا۔ (مزاحاً فرمایا کہ) ان کی مرضی ہے بھئی! اپنا گھر اپنی مرضی!

میرے دوستو! جنہوں نے قرآن و حدیث کو سمجھا اور دین کو سمجھا لیکن اولیاء اللہ کے ساتھ رہنا، ان سے محبت کرنا اور ان کے طرزِ حیات پر اپنی زندگی بنانا، صادقین کے ساتھ رہنا، ان کا اتباع کرنا، یہ بات جن کو سمجھ میں نہیں آئی خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے دین کو پوری طرح اس نے نہیں سمجھا، وہ اندھا ہے، ایسا شخص اندھا ہے، اس نے صحیح طرح دین کو نہیں سمجھا۔ قرآن و حدیث میں تمام تفصیلات کو دیکھنے سے یہ بالکل متعین ہو جاتا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے جو اللہ کے مقربین ہیں ان کا راستہ اختیار کرنا سوائے اس کے کوئی راستہ ہے ہی نہیں ؎

اُن سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

یہ باتیں تو مختصر ہیں، لیکن مکمل دین ان میں موجود ہے، اس کے اندر پورا دین موجود ہے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دیندار بن جاؤ، اللہ کی محبت آجائے تمہارے اندر، خشیت آجائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری تمہاری زندگی میں آجائے تو اس کا راستہ یہی ہے کہ جو فرمانبردار ہیں ان کے ساتھ رابطہ قائم کرو اور ان کا راستہ اختیار کرو، ان کا اتباع کرو تو تم بھی فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ فرمانبردار کے کیا معنیٰ؟ جو اُن کے حکم پر زندگی بناتے ہیں، ان کے اشارے پر فدا ہوتے ہیں، یہ فرمانبردار ہیں، مطیع ہیں۔

قرآنِ کریم کے اندر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری اطاعت کرو اور میرے رسول کی اطاعت کرو، بس تم کامیاب ہو جاؤ گے، رحمت کے سارے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے۔ میری اطاعت دِکھا دو اور میرے رسول کی اطاعت دِکھا دو۔ عارفین اور کاملین نے اس حقیقت کو خوب سمجھا ہے کہ ہر وقت فرمانبردار رہو، اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اتنا آسان کر دیا کہ گناہ نہ کرو، بس اتنا کام ہے کہ گناہ نہ کرو، گناہ نہ کرو، گناہ نہ کرو۔

اور زیادہ تر جن گناہوں میں لوگ ملوث ہوتے ہیں، ہر زمانے میں اولیاء اللہ نے ان گناہوں کے بارے میں مستقل تنبیہ فرمائی ہے اور اس سے دور رہنے کے لئے مستقل تاکید فرماتے رہے، تو یہ آخری زمانے میں حرام تعلقات اور بدنظری کی عادت زیادہ ہے لوگوں کے اندر، اس لئے قریبی زمانے کے بزرگانِ دین زیادہ تر اس کی تاکید فرماتے رہے کہ اپنی نگاہ کی حفاظت کرو، حرام اختلاط، حرام تعلقات سے بچو، اور اپنی زبان کی بھی حفاظت کرو۔

اس بات کا دھیان رکھنا کہ تمہاری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ دیندار رہنا چاہتے ہیں، اللہ والا بننا چاہتے ہیں ایسے لوگوں میں بھی جس بات کی کمی ہے دین کے اعتبار سے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے ساتھ، مخلوق کے ساتھ کس طرح سلوک کیا جائے، اس کی فکر نہیں رکھتے۔ کسی کو ستایا، کسی کو تکلیف پہنچادی، کسی کی غیبت کردی، کسی کا حق دبا دیا، دن رات یہ قصے پیش آتے ہیں، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا عظیم الشان نسخہ عنایت فرمایا کہ اللہ کا پیارا بندہ، اچھا بندہ، سچا بندہ ہو کر دِکھا دو اس طرح کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنے اعضاء وجوارح کی ظلم سے حفاظت کرو کہ کسی مخلوق پر تمہارے ذریعہ سے ظلم نہ ہو، کیا ہی عجیب وغریب ہدایت ہے۔ حضرت حکیم الامت کی اس بات پر بہت زیادہ نظر رہتی تھی کہ دوسری عبادات میں، اعمال میں اگر کمی بھی ہو لیکن اگر کسی کو ستایا، کسی کو کسی سے اذیت پہنچ گئی، اس پر حضرت بہت زیادہ ناراض ہوتے تھے، بہت ہی زیادہ ناراض ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو ہاں میرے دوستو! بدنظری سے بھی پوری حفاظت رہے کہ جن کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، ان کو نہیں دیکھنا ہے۔ کیوں دیکھیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائیں گے۔ عورتوں سے نظر کی حفاظت اور حسین لڑکوں سے نظر کی حفاظت۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ فاعل ومفعول ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کی نگاہ میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔ قومِ لوط پر کتنا سخت عذاب آیا تھا، ایک ہی

حرام کام کی وجہ سے، ایک ہی گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نازل ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام گناہوں سے پوری طرح حفاظت فرمائے، ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو میرے دوستو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسی نصیحت فرمائی، ایسی تعلیم فرمائی ہے کہ:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (صحیح البخاری: باب المسلم من سلم المسلمون، ج ۱ ص ۶) اسلام اس کی زندگی میں آیا ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ کے ظلم سے، مطلب کہ تمام اعضاء و جوارح کے ظلم سے دوسرے سب مسلمان محفوظ ہو گئے، کسی کو کوئی تکلیف یہ نہیں پہنچاتا تو یہ اچھا مسلمان ہے، سچا مسلمان ہے۔

اور قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پاس مت آنا خبردار بغیر مسلمان بنے، مسلمان بن کے آنا، میرا پورا فرمانبردار بن کے آنا، اس طرح سے میرے پاس آنا کہ دیکھ کے میں خوش ہو جاؤں کہ خوب میرا بن کے آیا ہے:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۱۰۲)

حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے سر پر دھر چلے
واں سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں
یاں سے سمجھانے کو دفتر لے چلے

کس کام کے لئے آئے تھے، کتنا اچھا کام تھا کہ ہر وقت اللہ اللہ کرو، ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہو، ہر وقت اللہ سے محبت کرو، ہر وقت ان سے دل لگاؤ، اللہ سے دل لگانا کتنا اونچا کام ہے، کتنا پیارا کام ہے، کتنا اعلیٰ کام ہے، تختِ شاہی اس کے سامنے کیا ہے میرے دوستو!

دل میں لگا کے ان کی لَو کر دے جہاں میں نشرِ ضو
شمعیں تو جل رہی ہیں سو بزم میں روشنی نہیں

دل اگر اللہ کا نہ ہو، دل اگر اللہ والا نہ ہو تو میرے دوستو! پھر اس کی تقریر میں بھی کوئی نور

نہیں ہے، کہیں بھی کوئی نور نہیں، کوئی حُسن نہیں ؎

شمعیں تو جل رہی ہیں سو بزم میں روشنی نہیں

شمعِ حُسن ہے، شمعِ علم ہے، شمعِ معلومات ہے، شمعِ تحقیقات ہے اور شمعِ سلطنت ہے، شمعِ وعظ و اعمال مع ریا کاری ہے تو اس سے کیا فائدہ ہے دوستو! اصل چیز یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت ہو، دل میں دردِ دل پیدا ہو جائے، اللہ کو خوش کرنے کے جذبے کیساتھ اعمالِ صالحہ اور کسبِ انوارِ قرب و کسبِ انوارِ تقویٰ کی توفیق ہو جاوے، واہ واہ! سبحان اللہ و بحمدہ!

ہمارے اکابر ہمیشہ اپنے بڑوں کے سامنے مٹ کر رہتے تھے

ان حضرات نے اللہ کا راستہ کیسا سمجھا ہے میرے دوستو! ہم نے اپنے زمانے میں دیکھا ہے کہ بڑے محدثین ہیں، بڑے مفتیانِ کرام ہیں، بڑے بڑے علمائے دین ہیں، لیکن جب کسی اللہ والے کو دیکھا تو ان کے سامنے جھک گئے، خود اتنے بڑے عالم، اتنے بڑے محدث اور اتنے بڑے محقق عالمِ دین ہیں اور کسی اللہ والے کے سامنے ایک دَم دب جاتے ہیں۔ حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کو ہم دیکھتے تھے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے محدثین جو زبردست تقریر کرتے تھے درسِ حدیث میں، بخاری شریف پڑھاتے تھے، زندگی بھر بخاری شریف پڑھاتے رہے، اور ترمذی شریف پڑھاتے رہے، مسلم شریف پڑھاتے رہے، لیکن جیسے ہی حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کے سامنے بالکل دب گئے، بالکل مٹ گئے، خاموش ہو گئے گویا کہ دَم نہیں ہے۔ کیا بات ہے، یہ ولایت کا اثر ہے، ولایتِ خاصّہ کا اثر ہے کہ محبوبِ حقیقی کے ساتھ ان کا خاص تعلق ہے۔ اس خاص تعلق کی وجہ سے یہ لوگ دب جاتے ہیں، ان کی ساری طاقت اور شان وہاں ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں کسی بھی تحقیق کی طاقت اور جرأت کام نہیں آتی، ساری باتیں ختم ہو جاتی ہیں کسی اللہ والے کے سامنے جا کر۔

حضرت حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں میرے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جب مجلس ہوتی تھی، بڑے بڑے علماءِ دین مجلس میں بیٹھتے تھے، لیکن سب خاموش

اور بالکل فنا ہوجاتے تھے اس اللہ والے کے سامنے۔کیا بات تھی میرے دوستو! اور ہمارے محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لاتے تھے تو علماء اور تمام محدثین،تمام مشائخ سب حضرت کے سامنے بچوں کی طرح سے بیٹھتے تھے۔سبحان اللہ!

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے لئے ایک زبردست تعبیر

رمزی اٹاوی ہندوستان میں بڑے شاعر گزرے ہیں،انہوں نے کہا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کے جو اکابرِ دین ہیں یہ سب اللہ والے ہیں،ربانیین ہیں اور صحابہ کے نمونے ہیں یہ سب۔تو رمزی اٹاوی نے حکیم الامت نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے خلفاء کو دیکھا، ان کے بارے میں جب ان کو معلومات حاصل ہوئی تو انہوں نے عجیب شعر کہا،بہت ہی عجیب بات کہی۔

یہ خدامِ شریعت ہیں جو مانندِ پیمبر ہیں

ان خدامِ شریعت کو دیکھ کر بالکل ایسا لگتا ہے کہ یہ سب پیمبروں کے مانند ہیں۔

یہ خدامِ شریعت ہیں جو مانندِ پیمبر ہیں
وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں

سبحان اللہ وبحمدہ!ایسے یہ اولیاءاللہ تھے۔مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث تھے، حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ تھے،عجیب آدمی تھے،ایک ایک جملہ ان بزرگوں کا کیسا ہے!فرماتے ہیں۔

گو ہزاروں شُغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

کیا بات ہے میرے دوستو! ایک ہی شعر کیسا عجیب وغریب ہے،اس کے اندر سمندر موجود ہے،عظیم الشان سمندر موجود ہے،ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول،اللہ کیساتھ مشغول۔ اللہ تعالیٰ اپنے بزرگوں کے راستے پر چلنے کی توفیق ہم سب کو عطا فرمادے۔

خدا کی قسم میرے دوستو! اہل اللہ کی صحبت کے بغیر دین کو سمجھنا اور دین کی

گہرائی تک پہنچنا اور علمِ دین کی گہرائی تک پہنچنا یہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس راستے کو ایسا ہی بنایا ہے۔ بہت ہی عجیب معاملہ ہے، بہت ہی عجیب بات ہے۔ حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر مجھے شبِ قدر مل جائے تو رات بھر ایک ہی دعا مانگوں گا اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ! مجھے نیک صحبت مل جائے، کسی دیوانے کی صحبت مجھے مل جائے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر آدمی اللہ کا ہوجاتا ہے، اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا، کوئی نہیں مٹا سکتا۔ اصل یہ ہے کہ ہم اللہ والے بن جائیں، ہمارے مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

ہم کو مٹا سکے زمانے میں یہ دَم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی کا سبق آموز واقعہ

اور خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہوجاؤ، ایمانی زندگی تمہارے اندر آجائے، اس طرح کامل ایمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہوجاؤ اور ولایتِ خاصّہ کے ساتھ زندہ ہوجاؤ، تعلق مع اللہ کے ساتھ زندہ ہوجاؤ، پھر دیکھو کہ ہر قوم تمہارے سامنے جھکنے کے لئے مجبور ہوجائے گی۔

رستم خفتہ ہے تُو کَس بَل نہیں ہے کم ترا
جاگنے کی دیر ہے پھر ہے وہی دَم خم ترا

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۱۳۹)

اگر تم اللہ والے بن گئے تو تم ہی غالب رہو گے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ دارالعلوم دیوبند میں

جب دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو دستار بندی کے لئے وہاں کے اکابرِ دین نے کوئی جلسہ منعقد کرنا چاہا تو حضرت حکیم الامت تھانویؒ اپنے استادِ خاص مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور جا کر عرض کیا کہ حضرت! ہرگز ہمیں دستار نہ پہنائیں کیونکہ اس سے دارالعلوم دیوبند کی بدنامی ہوگی کہ ایسے لوگوں کو دستارِ فضیلت پہنا دی گئی! اللہ اللہ! حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں

کسی دیوانے کے پاس جا کر اپنے آپ کو مٹانے سے پھر صاحبِ فضیلت بنتا ہے۔ بہرحال تو حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں دستارِ فضیلت نہ دیں، ہمارے اندر کوئی بھی فضیلت کی چیز نہیں ہے، کیوں دستارِ فضیلت ہمیں پہنائیں گے؟ تو حضرت مولانا یعقوب نانوتوی سمجھ گئے کہ یہ لوگ اپنی تواضع کی وجہ سے اس طرح سے کہہ رہے ہیں تو مولانا یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا کہ میاں سنو! چونکہ تم ابھی اپنے اساتذہ کے سامنے ہو اس لئے تمہارا یہ حال ہے، لیکن یاد رکھو کہ پوری دنیا میں تم جہاں بھی جاؤ گے، بس تم ہی تم ہو گے۔ آہ! استاد نے دیکھا کہ ان کے پاس علمِ نبوت بھی ہے نورِ نبوت بھی ہے۔ طالب علمی کے ہی زمانے سے یہ حضرات متقی تھے، متبعِ شریعت تھے، متبعِ سنت تھے۔ اتنے بڑے عالم حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا۔ اور سب نے دیکھا کہ بعد میں پوری دنیا میں جہاں گئے، یہ حضرات ہر جگہ بالکل غالب ہی رہے، کیا جملہ فرمایا کہ جہاں بھی تم جاؤ گے بس تم ہی تم ہو گے۔ ہر جگہ غالب ہی رہے یہ حضرات! سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ!

اصل تو یہی ہے کہ متبعِ شریعت متبعِ سنت بننا، اللہ کا بن کے رہنا، بس یہ کام ہو جائے تو سب کام ہو جائیں۔ ایک ہی کام کے لئے یہ تمام بڑے بڑے علماء اہل اللہ کے پاس بھاگتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے حضرت مولانا شمس الحق فرید پوری رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو

حکیم الامتؒ کے پاس جاتے تھے، اٹھارہ میل پیدل چل کر جاتے تھے اور جمعہ کی شام کو پھر اٹھارہ میل پیدل چل کر واپس آتے تھے اور مستقل ہر ہفتے کا یہ معمول تھا۔ کیا بات تھی میرے دوستو؟ کیا سبب تھا؟ کیا مقصد تھا؟ کس چیز کیلئے، کس موتی کیلئے جاتے تھے وہاں؟ یہ ہے اہل اللہ سے ایسا تعلق ہو جانا کہ ان کے بغیر زندگی مشکل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے اندر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اولیاء اللہ کے بارے میں بھی فرمادیا کہ: وَحَسُنَ أُولَٰٓئِكَ رَفِيقًا (سورۃ النسآء: آیۃ ۶۹) یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں، اچھے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو بہت ہی اچھے رفیق بتائے تو وہ کتنے اچھے بندے ہیں میرے دوستو! اللہ تعالیٰ جن حضرات کی ایسی تعریف فرمائیں ان سے تعلق نہ کیا جائے تو کس سے پھر تعلق کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب الحب فی اللہ و من اللہ؛ ص۴۲۶)

جب کھانے بیٹھو کسی متقی کے ساتھ کھاؤ، جب کھانے کا دسترخوان ہو تو کوئی متقی بندہ ہو، اس کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ معلوم ہوا کہ اتقیاء کے ساتھ زندگی گزارنے کی ایسی تعلیم اور تاکید فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، کھانے کا دسترخوان بھی اولیاء کا دسترخوان ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہی زندگی ہم سب کو عطا فرمادے کہ صبح اولیاء سے ملاقات، شام کو اولیاء سے ملاقات، ہر وقت اولیاء ہی اولیاء کیساتھ تعلق ہو، اللہ کے فرمانبرداروں کے ساتھ، ان کے دیوانوں کیساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہو، تعلقات ہوں۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

یارب ترے عُشاق سے ہو میری ملاقات
قائم ہیں جن کے واسطے یہ ارض و سماوات

آسمان و زمین کی بقا اہل اللہ کی برکت سے ہے

اولیاء اللہ کی برکت سے آسمان و زمین قائم ہیں کیونکہ یہ اللہ کے ذاکرین ہیں، یادِ حق میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں اور حدیثِ پاک میں آیا ہے:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ: اَللّٰہُ اَللّٰہُ۔ رواہ مسلم))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب الحب فی اللہ ومن اللہ؛ ص ۴۸۰)

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یَبْقٰی فِی الْاَرْضِ اَحَدٌ یَّقُوْلُ: اَللّٰہ اَللّٰہ))

(مسند البزار: (مکتبۃ العلوم والحکم؛ المدینۃ المنورۃ)؛ جز ۱۳ص ۱۶۹)

کہ کوئی بھی بندہ جب تک اللہ اللہ کرے گا یعنی اللہ اللہ کرنے والا کوئی بندہ جب تک زندہ ہوگا تو قیامت نہیں قائم ہوگی۔

کیا مطلب ہوا کہ ایک ہی دیوانے کی وجہ سے آسمان بھی قائم زمین بھی قائم، پوری کائنات قائم ہے کہ یہ بندہ ہے میرا جو مجھے اب تک یاد کرتا ہے، میری تلاش میں ہے، میری جستجو میں ہے، لہٰذا ایک ہی بندے کی جو اللہ کا ہو ایسی عزت ہے کہ اس کیوجہ سے آسمان بھی قائم زمین بھی قائم، بات سمجھ میں آتی ہے دوستو! اسی لئے کسی بزرگ نے فرمایا کہ ؎

کبھی عالم گلستاں کبھی ویرانہ ہوتا ہے
جو ہوتا ہے بپاسِ خاطرِ دیوانہ ہوتا ہے

دیوانوں کی برکت سے سب کام ہوتا ہے، دیوانوں کی برکت سے یہ سب کام ہو رہا ہے، اس لئے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد
مرعسس را دید و در خانہ نشد

پاگل وہ ہے کہ جو اللہ کا پاگل نہ ہوا، عقلِ سلیم اگر ہو، سلامتِ عقل نورِ عقل اس کو خود اللہ کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر وہ صحیح عقلمند ہے، سمجھدار ہے تو یہ اس کی عقل کا نور اس کو محبوبِ حقیقی کی طرف کھینچتا ہے۔ اسی لئے جو لوگ اللہ سے غافل ہیں، دور ہیں اور منکرین ہیں تو قرآن و حدیث نے ایسے لوگوں کو جاہل قرار دیا ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو جاہل بلکہ جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا کہ یہ سب کچھ سمجھتے ہیں، لیکن ہمیں نہیں سمجھتے، سب سنتے ہیں، سب دیکھتے ہیں، لیکن ہمارے مناظرِ قدرت کو نہیں دیکھتے، آسمان و زمین میں ہمارا جمال نہیں دیکھتے یہ منکرین، یہ کفار، یہ ملحدین! فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ: اُولٰٓئِكَ

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (سورۃ الاعراف: آیۃ ۱۷۹) یہ سب لوگ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر اور بے سمجھ، ان سے بھی گئے گزرے ہیں یہ لوگ۔

عارفینِ کاملین کے قلوب میں حق تعالیٰ کی جلوہ افروزی

تو اللہ کے یہاں یعنی اللہ کی نظر میں عقلمند وہ شخص ہے جو اللہ کو سمجھتا ہو، اللہ کو جانتا ہو، اللہ کو مانتا ہو، وہ اچھا سمجھدار آدمی ہے، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! اللہ تعالیٰ ایسا ہی فرمادے ہم سب کو۔ اگر کوئی اللہ کو جانتا ہے، سمجھتا ہے، مانتا ہے تو دل میں وہ اللہ کو پاجاتا ہے، کسی کو وہ سمجھا نہیں سکتا، بتا نہیں سکتا، لیکن وہ سمجھتا ہے کہ کسی کا خاص تعلق ہے میرے ساتھ اور کوئی جلوہ فرما ہے میرے قلب وروح میں ۔

جلوہ فرما کون میرے دل کے کاشانے میں ہے
محوِ آرائش کوئی اس آئینہ خانے میں ہے

بس دل میں اس کو احساس ہوتا ہے کہ کوئی جلوہ فرما ہے۔ جج اکبر الہ آبادی کا شعر ہے ۔

تُو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

میں سمجھ گیا کہ آپ کی پہچان یہی ہے کہ جو آپ کو پاجاتا ہے، وہ سمجھ جاتا ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیسے ہوا؟ کیا سے کیا ہوا کچھ بات ہی سمجھ میں نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمائے اور اہل اللہ کی قدردانی عطا فرمائے۔

میرے دوستو! خدا کی قسم! علم، علم نہیں ہوتا صحبتِ اہل اللہ کے بغیر۔ امامِ ربانی اور قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ اتنے بڑے عالم تھے، اتنے بڑے فقیہ تھے کہ علمائے دین نے ان کو ابوحنیفۂ وقت کے لقب سے ملقّب کیا ہے، اب سوچو بھئی! اُس زمانے میں کیسے بڑے بڑے علماء تھے، کیسے اکابر علمائے دین موجود تھے، ان حضرات نے جس شخص کو ابوحنیفۂ وقت قرار دیا تو کتنے بڑے عالم تھے، لیکن یہی مولانا گنگوہیؒ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے، اور فرمایا کہ ہم اس لئے ان کے

پاس گئے کہ جو کچھ دین کی باتیں، دین کا علم ہم کو حاصل ہوا ہے، اس پر عمل پیدا ہو جائے، توفیقِ عمل نصیب ہو جائے، اسی لئے ہم حاجی صاحب کے پاس بھاگے ہیں۔ اور فرمایا کہ حاجی صاحب کے پاس مسائل پوچھنے کے لئے ہم نہیں گئے، مسائل تو ہمیں معلوم ہیں لیکن ان مسائل پر عمل تو کرنا ہے اور توفیقِ عمل اہل اللہ کی صحبت میں عطا ہوتی ہے، اتنے بڑے عالمِ دین کا یہ حال ہے میرے دوستو!

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے فقیہ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے اور حضرت حکیم الامتؒ کی صحبت میں جاتے تھے، مستقل معمول تھا کہ حضرت حکیم الامتؒ کی صحبت میں جاتے رہتے تھے، تو حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے علمائے دین سے کہا کہ بھئی کس لئے ہم جاتے ہیں ؎

ہر چند شغلِ درس و فتاویٰ بہ دیوبند لیکن شبے بخانقہِ تھانہ خوشتر است

جتنی بھی ہم تالیف وتصنیف کا کام کرتے ہیں لیکن میرے تمام مشاغلِ تعلیم وتدریس سے خانقاہ تھانہ بھون کی ایک رات افضل ہے، بہتر ہے کیونکہ وہاں وہ نور ملتا ہے کہ جس کی برکت سے جو کچھ دن ورات علمی مشغلہ ہے اس پر عمل کی توفیق عطا ہوتی ہے۔

اگر نہ عمل ہوا تو پھر کیا کام ہوا، کچھ بھی نہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے بھیجا اسی لئے ہے کہ ہماری محبت کے اعمال میں دن ورات اس دنیا میں مشغول رہو، جب بھی ہم تمہیں دیکھیں تو تم مشغول ہو ہماری دیوانگی میں، ہماری محبت کے کام میں، ادائے محبت میں ہمیشہ مشغول رہو، یہ تماشا ہمیں دِکھاؤ، اسی لئے ہم نے تم کو بھیجا ہے۔ تو پھر اگر ایسا ہوا کہ تم نے ہم سے محبت کی اور اعمالِ محبت کے ذریعہ سے ہمیں خوش کر دیا تو ہم تمہیں جنت الفردوس عطا کریں گے:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۝﴾
(سورۃ الکھف: آیۃ ۱۰۷)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان والے ہیں اور اچھے کام کرنے والے ہیں بیشک ہم ان کو جنت الفردوس دیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اسی لئے ہمارے حضرت حکیم الامتؒ کے یہاں اعمال کی بڑی قدر و قیمت تھی،

حضرت فرماتے تھے کہ کام کرو، کام کرو، کام کرو۔جتنی بھی تعلیم وتدریس کی محنتیں ہیں اس کا مقصد ہے کہ عمل پیدا ہوجائے، زندگی میں عمل آجائے۔حضرت جس کو بھی دیکھتے تھے کہ وہ مشغولِ عمل ہے، حضرت بہت خوش ہوتے تھے کہ ماشاءاللہ خوب! یہ کام کررہے ہیں ۔

کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتدا کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں

آدمی کام کرتا ہے، کام اس کو منزلِ محبوب پاک تک پہنچا دیتا ہے، ان کا کام کرو وہ کام تمہیں محبوبِ پاک تک پہنچا دے گا، کیا عجیب سب باتیں ہیں اور ہمارے خواجہ عزیزالحسن مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

کام کرنے سے کام ہوگا، کام کریں گے تو کامیاب ہوجائیں گے، اگر کام نہ کیا تو پھر کامیابی کیسے آئے گی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقات سے نوازے۔

اہلِ مدارس کے لئے کرنے کے تین کام

یہ تمام مدارسِ دینیہ جو ہیں ان میں دن ورات علمی مشغلہ ہے، کتنی محنت ومشقت سے علم پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں سب، لیکن ساتھ ہی ساتھ اگر تین کام اَور ہوجائیں، ایک یہ کہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو، اس کے لئے ہر وقت آدمی مشقت جھیلے کہ ہمارے محبوبِ پاک کو دِکھانا ہے کہ ہم آپ کے ہیں اس لئے ہم گناہ نہیں کرتے، ہم چونکہ آپ کو چاہتے ہیں اس لئے ہم گناہ کرتے نہیں کیونکہ آپ ناراض ہوجائیں گے۔ایک تو یہ کام۔دوسرا کام یہ کہ واقعی جس کے بارے میں یہ نیک گمان ہو کہ یہ شخص اللہ والا ہے، یہ شخص ان کا دیوانہ ہے، اور طریقِ اصلاح بھی اس کو معلوم ہے کہ اصلاح کرنا وہ جانتا ہے، انسان

بنانا جانتا ہے، ولی بنانا جانتا ہے، کسی کے بارے میں اگر ایسا حسنِ ظن ہو اور مناسبت بھی محسوس ہو تو پھر اس سے تعلق کر لے۔ یہ دو کام ہو گئے، اور تیسرا کام یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے علوم و معارف کا مطالعہ مستقل جاری رکھے، پھر کیا کہنا میرے دوستو! زندگی ایسی کامیاب ہوگی کہ لوگ حیرت سے دیکھتے رہیں گے بھئی یہ کیا ہو گیا۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں

کسی دیوانے کے ساتھ اگر دل سے تعلق ہو پھر تو سبحان اللہ! ایسا دل عطا ہوگا کہ دل میں اللہ ہی اللہ ہوگا اور کچھ نہ ہوگا ان شاء اللہ۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا کہ

دل مِرا ہو جائے اِک میدانِ ہُو
تُو ہی تُو ہو تُو ہی تُو ہو تُو ہی تُو

کیا پیارا شعر ہے میرے دوستو! اپنے بزرگوں کی ان باتوں کو پڑھنا بھی چاہئے، رٹنا بھی چاہئے، میں نے اپنے شیخ کو دیکھا ہے کہ مولانا جلال الدین رومی کے بعض اشعار پڑھتے تھے گنگنا کے، ترنم سے پڑھتے تھے تخلیہ میں اور تڑپتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

ہم نے دیکھا ہے ترے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو

آہ!

دل مِرا ہو جائے اِک میدانِ ہُو
تُو ہی تُو ہو تُو ہی تُو ہو تُو ہی تُو
اور مِرے تن میں بجائے آب و گِل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تُو ہی تُو آئے نظر دیکھوں جدھر

دردِدل کے ایسے عاشق تھے یہ حضرات! اصل میں یہ چیز ان کو حاصل تھی، یہ نعمت حاصل تھی، اسی لئے زبان سے اسی کا ظہور ہوا ہے ؎

دل میں اگر حضور ہو، سر ترا خم ضرور ہو
جس کا نہ کچھ ظہور ہو، عشق وہ عشق ہی نہیں

راہِ حق میں مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں

میرے دوستو! میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کو کوئی ایسی بُری عادت لاحق ہوگئی ہے کہ اس سے اب تک چھٹکارا نہیں ملا تو ناامید بھی نہ ہو ؎

کوئے نومیدی مرو کامیدہا ست
سوئے تاریکی مرو خورشیدہا ست

ناامید نہ ہونا، حق تعالیٰ نے جب فرمادیا کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ہم تمہارے ایسے مالک ہیں، ایسے محسن ہیں، ایسے محبوب ہیں کہ ہماری رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہونا۔ لٰہذا امید سے ہم رہیں گے، امید سے رہیں گے تو ان شاءاللہ! محنت کریں گے کرتے رہیں گے، تو کبھی نہ کبھی منزل تک پہنچ ہی جائیں گے۔

ابتک پوری طرح اعمال کی توفیق نہ ہوئی، اور پوری طرح گناہوں سے ابتک حفاظت نہ ہوئی، پوری طرح اجتناب عن المعاصی حاصل نہ ہوا، اس پر ناامید بھی نہیں ہونا چاہئے، محنت کرے، کوشش جاری رکھے، ٹوٹی پھوٹی یہ کوشش بھی بیکار نہیں ہے، کبھی اس پر بھی بڑا اَجر عطا ہوگا، کبھی اس پر اُس محبوبِ پاک کی طرف سے بڑا انعام مل جائے گا۔ خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت کی عظیم الشان نصیحت کو اشعار میں بیان فرمایا ؎

نہ چِت کرسکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کُشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تُو دبالے

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

میں بقسم کہتا ہوں میرے دوستو! کہ اہل اللہ سے دور رہ کر آدمی کتنا ہی مشغولِ اعمال رہے بڑا خطرہ ہے کہ کہیں پھسل جائے، بالکل ہلاک ہوجائے، بالکل ختم ہوجائے، بالکل ہی برباد ہوجائے۔ اور اہل اللہ کا دامن پکڑ کر اگر آدمی زندگی گزارتا ہے، محنتوں میں مشغول رہتا ہے، اگر ناکام بھی ہوتا رہا تب بھی وہ بالکل کامیاب ہوجائے گا، کوئی وقت آئے گا کہ وہ بالکل کامیاب ہوجائے گا۔ ایک بزرگ نے کسی کو کیا خوب فرمایا کہ ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش
تادم آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دمے آخر بود
کہ عنایت با تو صاحب سرّ بود

(ترجمہ: اسی راستے میں پڑے رہو، ڈھونڈتے رہو۔ جب تک سانس باقی ہے فارغ مت بیٹھو۔ پھر تو آخری دَم تک ایسا وقت ضرور آئیگا کہ تم پر ان کی مہربانی ہو ہی جائے گی۔)

میرے دوستو! صرف باتوں سے کیا فائدہ ہے، بلکہ کام کرنا چاہیے ؎

تُو ہو کسی بھی حال میں مولیٰ سے لَو لگائے جا
قدرتِ ذوالجلال میں کیا نہیں گڑ گڑائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تُو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

ان کو یاد کرو، ان کے لئے آگے بڑھو، قدم اُٹھاؤ، قدم جیسے اُٹھاؤ گے، اُدھر سے رحمت نازل ہوجائے گی، مہربانی برس جائے گی اور فضل آجائے گا، اسی فضل کی برکت سے پھر

ان شاء اللہ کامیابی حاصل ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا حدیثِ قدسی میں:

((مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، کتاب الذکر، ج ۲ ص ۳۴۳)

کہ ایک بالشت کے برابر بندہ میری طرف آتا ہے تو ایک ہاتھ میں اسکی طرف آجاتا ہوں، اگر وہ چل کے آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کے آتا ہوں اس کو لینے کے لئے، آجاؤ میری آغوشِ رحمت میں، جلدی سے آجاؤ میری آغوش رحمت میں! مَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً کیا تعبیر ہے! کیسی عجیب بات ہے! اس سے معلوم ہوا کہ زبردست فضلِ الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل اس کو لینے کے لئے آجاتا ہے کہ آجا، آجا جلدی آجا۔ جگر مرادآبادی فرماتے ہیں ؎

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے قدم یہ خود نہیں اُٹھتے اُٹھائے جاتے ہیں

نیک لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی برکت

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ اپنے دینی حلقے سے، اپنے بزرگوں سے اور اپنے دینی احباب کے ساتھ ملے جلے رہنا چاہئے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے یہ ملے جلے رہنے کی برکت ہے، صالحین کے ساتھ رہنے کی برکت سے توفیقِ اعمال ہوتی ہے۔ کہیں کوئی دینی جلسہ ہوتا ہے تو سب لوگ بیٹھ کر اللہ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں، یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور اچھے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ ملے جلے رہنے کی برکت ہوتی ہے، بات سمجھ میں آتی ہے! خود کو رونا نہیں آتا تو رونے والوں کے ساتھ بیٹھنے سے بعض وقت جس کو رونا نہیں آتا وہ بھی رونے لگتا ہے، اور ایک قطرہ آنسو کتنا قیمتی ہے میرے دوستو ؎

جو گرے اِدھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

اپنے محبوبِ پاک کے لئے رونا خدا کی قسم کتنا بڑا عمل ہے، کتنا بڑا کام ہے میرے دوستو! اور زندگی کا کتنا اونچا شعبہ ہے کہ اس ظالم کی آنکھوں سے اپنے محبوبِ پاک کے لئے آنسو نکل گئے، ایک قطرہ آنسو نکل گیا تو کتنی بڑی کامیابی ہے یہ! آنسوؤں کا نکلنا بڑی نعمت ہے، بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ خوب رونے کی توفیق عطا فرمائے۔ قلب کو تو اللہ تعالیٰ بکّاء بنادے، دل ہمیشہ روتا رہے اپنے محبوب کیلئے، حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لبوں پہ گو ہے ہنسی بھی ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

دل ہمیشہ روتا ہے اس محبوبِ پاک کے لئے، یہ اہل اللہ ایسے ہوتے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مزاج اور ان کے دلوں میں ایمان کا عالم

تو قلبِ بکّاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے، اور آنکھوں کو بھی ان کے لئے رونے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ عارفِ عظیم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم   لب ہیں خنداں جگر میں ترا درد و غم

دیوانے ایسے ہوتے ہیں، اندر سے روتے ہیں گو بظاہر وہ ہنستے رہتے ہیں، ایک روایت میں ہم نے دیکھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم ہنستے تھے؟

((سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ؟
قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ۔ رواہ فی شرح السّنۃ))
(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب الضحك؛ ص۴۰۶)

فرمایا کہ صحابہ ہنستے تو تھے لیکن جب ہنستے تھے اس وقت بھی پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ایمان ہوتا تھا ان کے دل میں۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا فیضِ بے کراں

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر دہلی کی کچھ گنہگار عورتوں نے توبہ کی تھی، سید احمد

شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا وہاں مجاہدینِ اسلام کے ساتھ نکاح بھی کرا دیا۔ انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہم بھی جانا چاہتی ہیں وہاں جہاں آپ جہاد کے لئے جا رہے ہیں، اللہ کیلئے ہم جہاد کریں گے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا کیا کام ہے وہاں؟ کہنے لگیں کہ ہم مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کریں گی، ان کے لئے بھوسی بنائیں گی، ان کا چارہ تیار کریں گی، چکّی چلائیں گی۔ وہاں جانے کے بعد انہوں نے چکّی چلا کر جو گھوڑوں کے چارے تیار کئے اس سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے، ہاتھ زخمی ہو گیا۔ مجاہدین نے کہا کہ وہاں تو دہلی میں تمہاری شاہانہ زندگی تھی اب یہاں ایسی بُری حالت ہے، اسقدر تکالیف ہیں۔ تو وہ عورتیں رونے لگیں اور انہوں نے کہا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ سید احمد صاحبؒ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سینوں میں ایسا ایمان عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کو بالاکوٹ کے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ اس کو برداشت نہیں کر سکتے، ایسا ایمان اللہ نے ہمیں عطا فرما دیا ہے۔

میرے دوستو! خدا کی قسم! اہل اللہ کی برکت سے ایمان زبردست اعلیٰ درجہ کا عطا ہو جاتا ہے، اللہ کے ساتھ ایسا تعلق ایسا لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے کہ انسان اس کو سوچ بھی نہیں سکتا۔ چھوٹا بڑا بن جاتا ہے اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے، ذلیل معزز بن جاتا ہے اہل اللہ کی برکت سے، جو بہت ہی ذلیل تھا وہ انتہائی اعلیٰ درجہ کا معزز بندہ بن جاتا ہے ؎

عشق کی ذلت بھی عزت ہو گئی
لی فقیری بادشاہت ہو گئی

اللہ کے راستے میں عزت ہی عزت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

حصولِ جنت کے لئے دو چیزوں کی ضرورت

تو فرماتے ہیں قرآنِ کریم میں حق تعالیٰ جل وعلا شانہ: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کیا تعبیرِ قرآنی ہے میرے دوستو! اللہ اکبر! کہ جن کے سینے میں ایمان ہے اور ہمارے لئے اچھے کام کرتے ہیں، ہمیں خوش رکھنے کے لئے دن رات اچھے اچھے کام کرتے ہیں، كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا تو ہم ان کو ضرور جنت الفردوس عطا

کریں گے۔لہٰذا اچھا کام کرنا چاہئے، اب بتائیے کہ کیا اللہ کی نافرمانی اچھا کام ہے؟ جھوٹ بولنا کوئی اچھا کام ہے؟ حسد کرنا کوئی اچھا کام ہے؟ظلم کرنا کوئی اچھا کام ہے؟ لڑنا بھڑنا کوئی اچھا کام ہے؟اور یہ ظالمانہ جارحانہ غصہ کرنا کوئی اچھا کام ہے؟

میرے دوستو! یہاں دو چیزوں کا ذکر کیا کہ جنت کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں ایک یہ ہے کہ ایمان ہو، دوسرا یہ کہ اعمالِ صالحہ ہوں، تو ان دو چیزوں کی برکت سے اس کو جنت الفردوس عطا ہوگی۔ ایمان کے بعد اعمالِ صالحہ میں سے ہے کہ عبادات میں مشغول رہے، معاملات درست ہوں، احکامِ شریعت کے مطابق ہوں اور اخلاقِ ظاہرہ اور باطنہ اللہ کی رضا کے مطابق ہوں۔ یہ تمام چیزیں عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں شامل ہیں، اس میں یہ فرما دیا حق تعالیٰ نے کہ تمہاری ظاہری زندگی بھی اچھی ہو، ظاہری زندگی بھی ہماری پسند کے مطابق ہو، باطنی زندگی بھی ہماری پسند کے مطابق ہو۔ تم لین دین تو کرو لیکن ہماری پسند کے مطابق لین دین کرو، بیچتے رہو لیکن ہمیں خوش کر کے بیچو، خریدتے رہو ہمیں خوش کر کے خریدنا، کسی سے بولنا ہے تو اس طرح بولو کہ ہم بھی خوش ہوجائیں، دوستی کرو، خوب دوستی کرو لیکن اس طرح کہ ہمارے ساتھ دوستی بھی قائم رہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

ترجمہ: ہزار یگانے جو اللہ سے بیگانے ہیں، ان کے بجائے اس بیگانے پر میں سو جان سے فدا ہوں جو میرے محبوبِ پاک کا یگانہ اور چاہنے والا ہے۔ جو اپنا نہیں ہے، غیر ہے، لیکن وہ اللہ کا ہے تو پھر وہ غیر نہیں ہے، وہ میرا ہے، وہ ہمارے رشتہ داروں سے بڑھ کر ہے، بات سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو!

ہر کام میں حق تعالیٰ کی خوشی کو ملحوظ رکھو

تو کام تو کرنا ہے لیکن ہر کام میں اللہ کو خوش کرنا ہے، کھاؤ اللہ کو خوش کر کے، پیو اللہ کو خوش کر کے پیو، دوستی کرو تو اللہ کی دوستی کے ساتھ کسی سے دوستی کرو، محبت کرو لیکن

ایسی محبت کہ اللہ تعالیٰ بھی خوش رہیں کہ اچھا خوب تم نے اچھی دوستی کی ہے، تمہاری اس دوستی پر اور اس محبت پر ہم بھی خوش ہیں، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! میرے شیخ فرماتے تھے رات کے وقت کہ جاؤ سب لوگ آرام کرو، بسرام کرو مگر رام رام نہ کرو۔ کیا مطلب؟ عجیب حضرت کی شان تھی! ہر انداز میں، ہر طرز میں وہ پیغامِ محبت سنا دیتے تھے، درسِ محبت عنایت فرما دیتے تھے۔ جاؤ آرام کرو، بسرام کرو، سب کچھ کرو، لیکن اپنے محبوبِ پاک کو ناراض نہ کرو۔ اتنا تو خیال رکھو میرے دوستو! ہر خیال پر محبوبِ پاک کا خیال غالب رہے کہ ان کو خوش رکھنا ہے، ان کو خوش کرنا ہے، ان کو ناراض نہیں کرنا ہے، ہمیشہ ان کی یاد میں مشغول رہنا ہے ؎

اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ما سوا
اس بھری محفل میں تُو نے مجھ کو تنہا کردیا

خیالِ محبوبِ پاک ہر خیال کو کھا جائے، ہر خیال پر غالب ہو جائے اور ایسی زندگی بنانے کیلئے جسطرح التزامِ تقویٰ ضروری ہے، خدا کی قسم میرے دوستو! صحبتِ اہل اللہ بھی ضروری ہے۔ ایسا کوئی شیخ ہو کہ ہر جگہ وہ اتباعِ شریعت کے ساتھ غالب رہے، محبوبِ پاک کی اطاعت کے ساتھ غالب رہے، خشیتِ الٰہیہ کے ساتھ غالب رہے، یادِ الٰہی کے ساتھ غالب رہے، اتباعِ شریعت وسنت کے ساتھ غالب رہے اور اتباعِ اکابر کے ساتھ ہر جگہ غالب رہے، غالب ہی غالب ہو، وہ مغلوب نہ ہو، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یار مغلوباں مشو ہیں اے غوی
یار غالب جو کہ تا غالب شوی

ایسا شیخ تلاش کرو جو محبوبِ پاک کی فرمانبرداری کے ساتھ ہمیشہ غالب رہتے ہیں، بات سمجھ میں آتی ہے! کیا شعر ہے! کیا تعلیم ہے میرے دوستو ان عارفینِ اُمت کی! خدا کی قسم! عجیب بات ہے ان حضرات کی باتوں میں۔

جگر مراد آبادی یہ بیچارے تو شرابی تھے کسی زمانے میں لیکن ہمارے حضرت

حکیم الامت تھانویؒ کے پاس گئے اور توبہ کی اور پھر جناب کہاں تو غلط راستے پر زندگی برباد ہورہی تھی اور کہاں ایسی توبہ عطا ہوئی ہے کہ اس کی برکت سے وہ بھی اللہ کے دیوانے بن گئے۔ پھران کی زبان سے ایسا ایسا کلام ظاہر ہوتا تھا اور ایسے ایسے اشعار ظاہر ہوتے تھے کہ اہل اللہ اس کی قدر کرتے تھے، عارفین اس کی قدر کرتے تھے۔ تو اس ظالم شاعر نے کہا ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگؔر
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھاگیا

جگر مرادآبادی ہیں یہ! سبحان اللہ وبحمدہ، اللہ تعالیٰ ایسا ہی دیوانہ بنادے ہم سب کو! آہ کیا شعر ہے میرے دوستو! وہ جو اللہ کا ہوجاتا ہے جہاں بھی جاتا ہے چھاجاتا ہے سب پر اور غالب رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ان غالبین میں ہم سب کو شامل فرمائے۔

اچھا ایک مفرح واقعہ یاد آیا کہ مفتی محمد حسن امرتسریؒ کی شادی ہوئی تھی تو (ان کی اہلیہ) بیچاری نابالغہ تھیں، پالا پڑا نابالغہ سے تو مسئلہ مشکل ہورہا تھا تو انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت بیوی میری نابالغ ہے اور مشکل ہورہا ہے ان کیساتھ زندگی گزارنا، کیا کریں، دعا فرمادیجئے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے لکھا، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بیوی کو بالغ فرمادے اور آپ کو اس پر غالب فرمادے۔ غالب کے لفظ سے اس طرف اچانک ذہن چلا گیا۔ اہل اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاصّہ کا نزول ہوتا ہے، مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ زبردست عالمِ دین تھے، بہت بڑے اللہ والے تھے، ہمارے حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ تھے۔ تو ان عارفینِ اُمت اور محبوبینِ محبوبِ حقیقی کے تذکرے سے اُس محبوبِ حقیقی کا فضل برس جائے گا، رحمتِ خاصّہ کا نزول ہوجائے گا، جس سے ہمارا کام بن جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ!

((عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ))

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: (دار الکتب العلمیۃ، بیروت)؛ جزء ۷ ص ۲۸۵)

اللہ تعالیٰ کے محبوبین کے تذکرے جب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ رحمتِ خاصّہ کا نزول فرمادیتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، گناہوں سے مکمل حفاظت

عطا فرمائے اور ولایتِ خاصّہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے۔

تمام دینی مدارس میں ملفوظاتِ اکابر سنائے جانے چاہئیں

میرے دوستو! یہ ضروری ہے کہ تمام مدارسِ دینیہ میں یہ نظام ہو کہ ہمارے اکابرِ دین کے ملفوظات ومواعظ پڑھے جائیں۔مجلس ہو اساتذہ کی جس میں اس کو پڑھیں اور سب کو سنائیں اور طلبہ کو بھی ملفوظات میں سے پڑھ کر سنائیں تو ان شاء اللہ! اس کے ذریعہ سے زبردست نفع ہوگا، ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گھروں پر بھی اس کو پڑھیں، اپنے اپنے گھروں میں اپنے اکابرِ دین کے ملفوظات ومواعظ میں سے ایک دو ملفوظ پڑھ کر سنایا جائے، جیسے ہمارے حضرت حکیم الامتؒ نے یوں فرمایا، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے یوں فرمایا، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یوں فرمایا تو اپنے اکابرِ دین کے حوالے سے کوئی بات سنا دیں گے تو اس کا نور ان کے قلوب تک پہنچ جائے گا۔ پھر وہی نور جو ہے وہ اندر ہی اندر کام بناتا رہے گا، اس طرح سے دینی زندگی پیدا ہو جائے گی میرے دوستو! جہاں دینی مجلس ہو، محفل ہو، جلسے ہوں ایسے موقع پر بھی اپنے بزرگوں کے ملفوظات و مواعظ میں سے کچھ نہ کچھ ضرور سنا دیا کریں، اس سے ان شاء اللہ! نفع عظیم کی توقع ہے، زبردست نفع ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق عطا فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا مَا قَدَّمْنَا وَمَا اَخَّرْنَا وَمَا اَعْلَنَّا وَمَا اَسْرَرْنَا وَمَا اَسْرَفْنَا وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَانَا بِمَاءِ الثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ وَنَقِّ قُلُوْبَنَا مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ خَطَایَانَا کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا ذُنُبَنَا کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجُلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ جَمِيْعِ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنَا حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَيْنَا وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدَنَا

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرما دیجئے، معاف فرما دیجئے، معاف فرما دیجئے، مغفرتِ کاملہ عطا فرما دیجئے، اے اللہ ہم سب کو ولایتِ خاصّہ عطا فرما دیجئے، اپنے کرم سے ہمارے اکابرین اور بزرگوں کی برکت سے حیاتِ تقویٰ ہمیں عطا فرما دیجئے، اے اللہ! ذوقِ تقویٰ عطا فرما دیجئے، اے اللہ! اپنی محبتِ خاصّہ ہمیں عنایت فرما دیجئے، ولایتِ خاصّہ عطا فرما دیجئے، اولیائے صدیقین کاملین میں ہم سب کو شامل فرمائیے، ہم سب کو، ہمارے گھر والوں کو، ہماری اولاد کو اور رشتہ داروں، خاندان والوں کو، ہمارے دوستوں کو، احباب ومحبین کو، سب کو، سب کے گھر والوں کو اور بچوں کو اے اللہ! اولیائے صدیقین میں شامل فرما لیجئے، اے اللہ! ہم سب کو اولیائے صدیقین میں ضرور بالضرور شامل فرما لیجئے، اے اللہ ہم سب کو اللہ والا بنا دیجئے، ہر گناہ سے ہماری حفاظت فرمائیے، اے اللہ ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے، اے اللہ آپ کی محبت کے راستے میں قدم اُٹھانے کی پوری پوری ہمت عطا فرما دیجئے، زندگی کو مشغلۂ عشقِ محبوبِ پاک بنا دیجئے، زندگی کو یادِ الٰہی بنا دیجئے ؎

دل مِرا ہوجائے اِک میدانِ ہُو تُو ہی تُو ہو تُو ہی تُو ہو تُو ہی تُو
اور مِرے تن میں بجائے آب و گِل دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر تُو ہی تُو آئے نظر دیکھوں جدھر
اے دریغا! اشکِ من دریا بودے تا نثارِ دلبرے زیبا شُدے
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم تا ابد جاناں چنیں می بایدم

از کرم از عشق معزولم مکن جز بہ ذکر خویش مشغولم مکن

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرما دیجئے، ہم سب کو غالب فرما دیجئے، اے اللہ نفس کی تمام خواہشات کو کچلنے کی توفیق عطا فرما دیجئے۔

غالبی بر جاذباں اے مُشتری شاید ار درماندگاں را واخری

اے اللہ! ہم کمزوروں پر رحم فرما دیجئے، کرم فرما دیجئے، اے اللہ! کفر سے، شرک سے، ضلالت سے، جہالت سے، تمام معاصی سے ہماری حفاظت فرمائیے، پاک وصاف زندگی عنایت فرما دیجئے، عافیتِ جسمانی، روحانی کامل مکمل عطا فرما دیجئے، تمام مقاصدِ حسنہ پورے فرما دیجئے اور تمام مشکلات حل فرما دیجئے، مصائب سے پوری پوری حفاظت عنایت فرما دیجئے، بیماروں کو ہر بیماری سے شفا عطا فرمائیے اور مشکل مشکل تمام بیماریوں سے ہماری حفاظت عطا فرمائیے۔اے اللہ اے مہربان مالک! ہمارے اس بیان کو اپنے کرم سے شرفِ قبول عطا فرما دیجئے اور جو کچھ بھی دینی خدمات کی ہمیں توفیق ہوتی ہے، اور جہاں جہاں دینی بیانات کی توفیق ہوتی ہے اے اللہ! شرفِ قبول عطا فرمائیے اور اس کا ثواب میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو اور ہمارے تمام مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کو، تمام اکابرِ دین کو عنایت فرما دیجئے، اے اللہ! تمام دعاؤں کو اپنے کرم سے قبول فرمائیے، ضرور بالضرور قبول فرمالیجئے!

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَآ اِنَّكَ

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

اہل اللہ کا خدا کی محبت میں حال

ارشاد فرمایا کہ اہل اللہ کا خدا کی محبت میں یہ حال ہوتا ہے کہ تمام مصائب ان کو آسان ہو جاتے ہیں، نہ قید خانہ سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، نہ فاقہ سے کلفت۔ ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے مگر خوش ہیں کیونکہ ایک چیز ان کے پاس ایسی ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے ان کو کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ آغوشِ محبوب ہے، رضائے محبوب ہے، لذتِ طاعات ہے، لذتِ مناجات ہے، لذتِ قرب ہے۔

(انفاسِ عیسیٰ، حصہ اول، جلد ۲۱، صفحہ ۲۰۱)

محبت اقرب طریقِ وصول ہے

ارشاد فرمایا کہ سالک کو تسلی دینے سے جس قدر جلد سلوک طے ہوتا ہے کسی اور تدبیر سے نہیں ہوتا کیونکہ اس سے حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور محبت ہی اقرب طریق ہے۔ اسی لئے مجھ کو بڑا اہتمام رہتا ہے کہ طالبین کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کی جائے۔

(انفاسِ عیسیٰ، حصہ دوم، جلد ۲۲، صفحہ ۸۹)

یہ کتاب ادارہ ہذا سے بلامعاوضہ ھدیۃً تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے